فکر و نظر--- اسلام آباد جلد:۴۰ شمارہ:۳

عہدِ رسالت کے چند نعت گو: ایک تعارف

☆ ڈاکٹر محمد اکبر ملک

نعت عربی زبان کا لفظ ہے جو عام طور پر وصف کے مفہوم میں استعمال ہوتا ہے۔ عربی لغات میں لفظ ''نعت'' اور اس کی دوسری نحوی صورتوں کے جو معانی اور مفاہیم بیان کیے گئے ہیں وہ یہ ہیں:

نعت (النعت): وصف، صفت، تعریف، خاصیت۔ جمع: نعوت، نعتہ، نعتا: تعریف کرنا، بیان کرنا، انعت الرجل: خوبصورت چہرے والا ہونا، عمدہ اخلاق والا ہونا۔ **وصفک الشئی تنعته بما فيه و تبالغ فی وصفه**: کسی شئے کی خوبیوں کا بیان جب آپ اس کے وصف میں مبالغہ سے کام لیں۔ **النعت والنعتة والنعيت والنعيتة والمنتعت من الخيل**: گھوڑ دوڑ میں سبقت لے جانے والا گھوڑا۔ حضورﷺ کی صفات بیان کرنے کو بھی نعت کہتے ہیں جیسے کہ آپؐ کی نعت بیان کرنے والا کہتا ہے: ''**لم ارقبله ولا بعده مثله**'': میں نے آپؐ سے قبل اور آپؐ کے بعد آپؐ جیسا کوئی نہیں دیکھا۔ شئی نعت: عمدہ چیز، النعتۃ: بلندی مرتبہ اور حسن و جمال میں انتہاء پر ہونا۔ استنعتہ الشئی: بیان کرنے کو کہنا۔ نعت نعتاً: اچھی صفات دکھانا۔ نعت نعاتۃ الرجل: پیدائش ہی سے اچھی صفات والا ہونا[1]۔

ابن الاثیر (ت۶۰۶ھ) نے ''**النهاية فی غريب الحديث والاثر**'' میں لفظ ''نعت'' کو مطلق وصف کی عمومیت سے نکال کر اسے آنحضورﷺ کی تعریف و توصیف کے مخصوص مفہوم کا حامل ٹھہرایا ہے۔ وہ لکھتے ہیں:-

''**نعت فی صفته ﷺ يقول ناعته لم ارقبله ولا بعده مثله**''[2]

(نعت رسول اکرمﷺ کی صفت کو کہتے ہیں جیسے کہ نعت کہنے والا کہتا ہے: میں نے آپؐ سے قبل اور آپؐ کے بعد آپؐ جیسا نہیں دیکھا)

بعض احادیث میں یہ لفظ آنحضرتﷺ کی تعریف و توصیف میں نظر آتا ہے مثلاً سنن دارمی میں حدیث ہے کہ حضرت عباسؓ نے کعب الاحبارؒ سے پوچھا:

☆ لیکچرار شعبہ اسلامیات، گورنمنٹ ایس ای کالج، بہاولپور

"کیف تجد نعت رسول اللہ ﷺ فی التوراۃ"(۳)

(آپ تورات میں حضور ﷺ کی صفات کیسی پاتے ہیں)

فارسی اور اردو لغات میں "نعت" کا لفظ مدح، ثناء، صفت، ستائش اور ثنائے رسول اللہ ﷺ کے معانی میں آیا ہے۔ البتہ "نوراللغات" کے مرتب نے لکھا ہے کہ یہ لفظ بمعنی مطلق وصف ہے لیکن اس کا استعمال آنحضرت ﷺ کی ستائش و ثناء کے لئے مخصوص ہے(۴)۔

اصطلاح میں "ایسی تمام نظمیں جن میں رسول خدا ﷺ سے محبت اور عقیدت کا اظہار کیا جائے یا ان کے محاسن بیان کئے جائیں، نعت کی تعریف میں آتی ہیں"(۵)۔

ممتاز حسن نے لفظ "نعت" کی بہت جامع تعریف کی ہے، وہ لکھتے ہیں:-

"میرے نزدیک ہر وہ شعر نعت ہے جس کا تاثر ہمیں حضور نبی کریم ﷺ کی ذاتِ گرامی سے قریب لائے، جس میں حضور ﷺ کی مدح ہو یا حضور ﷺ سے خطاب کیا جائے۔ صحیح معنوں میں نعت وہ ہے جس میں محض پیکرِ نبوت کی صوری محاسن سے لگاؤ کی بجائے مقصد نبوت سے دل بستگی پائی جائے۔ جس میں جناب رسالت مآب ﷺ سے صرف رسمی عقیدت کا اظہار نہ ہو بلکہ حضور ﷺ کی شخصیت سے ایک قلبی تعلق موجود ہو۔ وہ مدح یا خطاب بالواسطہ یا بلاواسطہ اور وہ شعر نظم ہو یا غزل، قصیدہ ہو یا مثنوی، رباعی ہو یا مثلث، مخمس ہو یا مسدس، اس سے نعت کی نوعیت میں کوئی فرق نہیں پڑتا، البتہ نعتیہ کلام کی معنوی قدر و قیمت کا دارومدار اس کے نفس مضمون پر ہے۔ اگر اس کا مقصد ذاتِ رسالت ﷺ کی حقیقی عظمت کو واضح کرنا اور آقائے دوجہاں کی بعثت کی جو اہمیت نوع انسانی اور جملہ موجودات کے لئے ہے، اسے نمایاں کرنا ہو تو وہ صحیح طور پر نعت کہلانے کی مستحق ہے"(۶)۔

نعتِ رسول ﷺ ہمارے ادب کا وہ قیمتی سرمایہ ہے جس نے ایک طرف ادب کے ذوق لطیف کو تسکین بخشی ہے تو دوسری طرف روح کو بالیدگی عطا کی ہے اور دلوں کو حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی محبت و عقیدت کے بیش قدر تحفے دیئے ہیں۔ اس صنف سخن میں طبع آزمائی کرنے والے شعراء مختلف زبانوں میں مسلسل اس قیمتی سرمایہ میں اضافہ کر رہے ہیں اور تادمِ زیست یہ سلسلہ جاری رہے گا۔

رسول کریم ﷺ کی شانِ اقدس میں مدحیہ شعر کی ابتداء آپ ؐ کے دادا حضرت عبدالمطلب سے

ہوئی۔ معروف روایت کے مطابق حضورﷺ کا ظہورِ قدسی آپؐ کے والد محترم حضرت عبداللہ کی وفات کے چند ماہ بعد ہوا(۷)۔ آپؐ کی ولادت پر حضرت عبدالمطلب بہت خوش ہوئے۔ سیرت نگاروں نے لکھا ہے کہ حضرت عبدالمطلب حضورﷺ کو خانہ کعبہ کے اندر لے گئے اور آپؐ کے حق میں درج ذیل دعائیہ شعر پڑھے:

الحمد لله الذی اعطانی — هذا الغلام الطيب الاردان
قد ساد فی المهد علی الغلمان — اعيذه بالبيت ذی الارکان
حتی يکون بلغة الفتيان — حتی اراه بالغ البنيان(۸)
اعيذه من کل ذی شنان — من حاسد مضطرب العنان(۹)

ترجمہ:(سب تعریف اس ذات کی ہے جس نے مجھے یہ پاکیزہ بچہ عطا کیا ہے۔ وہ گھوارے ہی میں سب بچوں کا سردار ہے۔ میں اسے بیت اللہ کی پناہ میں دیتا ہوں یہاں تک کہ وہ نوجوانوں کا مددگار ہو جائے اور میں اس کو توانا و طاقت ور دیکھوں۔ میں اس کے لئے بغض والے بے لگام حاسد کے شر سے پناہ مانگتا ہوں)۔

ان اشعار میں مستقبل کی توقعات اور تمنائیں شامل ہیں مگر ایک مصرعہ **"قدساد فی المهد علی الغلمان"** مدحیہ ہے۔

حضور پاکﷺ کی ولادت مبارک کے زمانے میں اہل مکہ کا رواج تھا کہ شہر میں جب کوئی بچہ پیدا ہوتا تو کچھ عرصے کے بعد اسے شہر سے باہر صحراؤں کی کھلی فضاء میں پرورش کے لئے بھیج دیا جاتا تھا۔ اس مقصد کے لئے ہر سال دایہ عورتیں مکہ میں آتی تھیں۔ جس سال آپؐ پیدا ہوئے تو اتفاق ایسا ہوا کہ امیر گھرانوں کے بچوں کو دایہ عورتیں پہلے پہلے لے گئیں۔ ان میں سے قبیلہ بنوسعد کی ایک دایہ حلیمہ سعدیہؓ ہی ایسی رہ گئیں جن کو کسی خوشحال گھرانے کا بچہ نہ مل سکا۔ وہ آنحضرتﷺ کے بارے میں سوچ رہی تھیں کہ وہ اس بچے کو لے جائیں یا نہ لے جائیں کیونکہ آپؐ یتیم تھے اور عام خیال تھا کہ شاید ان کی دایہ کو زیادہ معاوضہ نہ مل سکے گا۔ بالآخر حضرت حلیمہ سعدیہؓ خالی ہاتھ جانے کی بجائے اپنے شوہر حارثؓ بن عبداللہ کے مشورے سے حضورؐ کو خیر و برکت سمجھ کر لے جانے پر تیار ہوگئیں۔ محمد بن عمرؓ کی روایت ہے کہ جب حضورﷺ کو حلیمہ سعدیہؓ اپنے گھر لے کر چلیں تو آپؐ کی والدہ ماجدہ حضرت آمنہ نے بے ساختہ درج ذیل نعتیہ مصرعے کہے:

اعیذہ باللہ ذی الجلال   من شر ما مر علی الجبال
حتی اراہ حامل الحلال   و یفعل العرف الی الموالی
وغیرھم من حشوۃ الرجال[١٠]

ترجمہ:(میں اپنے اس بچے کو خدائے ذوالجلال کی پناہ میں دیتی ہوں۔ اس شر سے جو پہاڑوں پر چلتی ہے۔ یہاں تک کہ میں اسے حلال امور پر کاربند دیکھوں اور یہ بھی دیکھ لوں کہ وہ غلاموں اور درماندہ لوگوں کے ساتھ نیکی کرتا ہے)

آنحضورﷺ کی بعثت نے عرب معاشرے میں زبردست انقلاب برپا کر دیا۔ آپؐ کی ذاتِ اقدس عرب شعرا کے لئے مرکزی موضوع بن گئی۔ عرب کے وہ لوگ جو قبل از اسلام اپنی مدحیہ شاعری میں اپنے خاندانوں اور قبیلوں کی مدح کیا کرتے تھے، اسلام لانے کے بعد ایسے اصحاب اسلام اور مسلمانوں کی شان میں شعر کہنے لگے۔ اس طرح ان کی مدحیہ شاعری دعوت اسلام اور مدافعت اسلام میں کام آنے لگی۔ اس کے علاوہ ان شعراء نے آنحضورﷺ کے ساتھ محبت و عقیدت کا اظہار اور سیرت پاک کے مختلف پہلوؤں کا تذکرہ بھی نعتیہ شعر و شاعری کے ذریعے کیا۔ انہوں نے کفار کے رد میں نبی اکرمﷺ کے اعلیٰ حسب و نسب اور کردار و صفات کی مدح میں جو نظمیں لکھیں، انہیں عربی نعت کے اوّلین نمونوں میں شمار کیا جاتا ہے۔ اگرچہ عرب کے بعض شعراء شرف اسلام سے محروم رہے لیکن اس کے باوجود وہ آنحضورؐ کے ذاتی اوصاف اور خوبیوں کا اعتراف کیے بغیر نہ رہ سکے۔ چنانچہ انہوں نے بھی آپؐ کی صفاتِ عالیہ اور کمالاتِ شریفہ کو نہایت احترام اور خلوص سے منظوم صورت میں پیش کیا ہے۔ ذیل میں آنحضورؐ کے دور کے چند معروف شعراء کے نعتیہ کلام کا نمونہ پیش کیا جاتا ہے۔

ابوطالب بن عبدالمطلب (ت ٣ ق ھ)

حضورؐ کی والدہ ماجدہ کے بعد حضرت ابوطالب پہلی شخصیت ہیں جنہیں آپؐ کی مدح سرائی کا شرف حاصل ہے۔ حضرت ابوطالب آنحضورؐ کے محسن و مربی چچا تھے، جو ہمیشہ دشمنوں کے مقابلے میں آپؐ کا دفاع کرتے رہے، وہ اگرچہ معروف معنوں میں شاعر نہ تھے لیکن اس زمانے کے ذوق عام کے مطابق شعر وسخن سے آشنا تھے۔ انہوں نے نبیؐ کی تعریف و توصیف میں متعدد مواقع پر شعر کہے۔ ان کی نعتیہ شاعری میں سادگی، خلوص اور سچائی بدرجہ اتم موجود ہے۔ انہوں نے ایک نعتیہ قصیدہ میں

آنحضورؐ کی پرجوش مدح کی ہے اور اپنے خاندان (بنوہاشم) کی خصوصیات کا تذکرہ کیا ہے۔ ابن ہشام نے اس قصیدہ کے سات شعرنقل کئے ہیں۔ ابتدائی تین شعر یہ ہیں:

اذا اجتمعت یوماً قریش لمفخر — فعبد مناف سرھا و صمیمھا
وان حصلت اشراف عبد منافھا — ففی ھاشم اشرافھا و قدیمھا
وان فخرت یوما فان محمدًا — ھوالمصطفی من سرھا و کریمھا[11]

ترجمہ: اگر کسی روز قبیلہ قریش کے مختلف لوگ یہ طے کرنے کے لئے ایک جگہ جمع ہوں کہ ان کا کون شخص سب سے زیادہ قابل افتخار ہے تو ان کو معلوم ہوگا کہ عبدمناف کی شاخ ان کی اصل اور روح رواں ہے۔ اسی طرح اگر عبدمناف کے سردار جمع ہوکر اپنی عظمت کے راز کی جستجو کریں تو وہ بنو ہاشم میں اپنی سربلندی اور اصلیت کا راز پائیں گے، اور اگر کسی روز خود بنو ہاشم فخر کرنا چاہیں تو درحقیقت محمد ﷺ ہی ان میں سب سے زیادہ برگزیدہ اور باعث عظمت و سربلندی ہیں۔

تاریخ اسلام میں وہ واقعہ مشہور ہے کہ جب پیغمبر اسلام حضرت محمد مصطفیٰ احمد مجتبیٰ ﷺ نے دینِ اسلام کی اشاعت و تبلیغ کا آغاز فرمایا تو اہل مکہ نے اس سلسلے میں مخالفت اور دشمنی کی کوئی کسر نہ چھوڑی۔ چنانچہ ان کا ایک وفد حضرت ابوطالب کے پاس آیا اور ان سے کہنے لگا کہ محمد ﷺ کی حمایت سے باز آ جاؤ ورنہ ہم تم سے اور ان سے ایسی جنگ چھیڑ دیں گے کہ ایک فریق کا صفایا ہو کر رہے گا[12]۔ یہ وہ موقع ہے جب اللہ کے پیارے محبوب نے فرمایا تھا کہ ”اے چچا! اگر یہ لوگ میرے دائیں ہاتھ پر سورج اور بائیں ہاتھ پر چاند بھی لا کر رکھ دیں تو پھر بھی میں لوگوں تک اللہ کا پیغام پہنچانے سے ہرگز باز نہ آوٴں گا“[13]۔ حضرت ابو طالب نے رسول اللہ ﷺ کی جرأت اور ثابت قدمی کی داد دی اور کہا: بھتیجے جاؤ جو چاہو کہو، خدا کی قسم! میں تمہیں کبھی بھی کسی وجہ سے چھوڑ نہیں سکتا[14]۔ اس موقع پر حضرت ابوطالب نے ایک طویل قصیدہ کہا تھا جو ۹۵ اشعار پر مشتمل ہے۔ اس قصیدہ کے چند مدحیہ اشعار یہ ہیں:

کذبتم وبیت اللہ نبری محمدًا — ولما نطاعن دونہ و تناضل
ونسلمہ حتی نصرع حولہ — ونذھل عن ابناء نا والحلائل
وما ترک قوم لا ابالک سیدا — یحوط الذمار غیر ذرب مواکل
وابیض یستقی الغمام بوجھہ — ثمال الیتامی عصمة للارامل
یلوذ بہ الھلاک من آل ھاشم — فھم عندہ فی رحمة و فواضل[15]

ترجمہ: بیت اللہ کی قسم! تمہارا یہ خیال غلط ہے کہ ہم محمد کو مغلوب ہونے دیں گے، حالانکہ ابھی ہم نے ان کی مدافعت میں نیزوں اور تیروں سے کام نہیں لیا۔ تمہارا یہ خیال بھی غلط ہے کہ ہم اسے تمہارے سپرد کر دیں گے۔ یہ اس وقت تک نہ ہوگا جب تک ہم اس کے آس پاس قتل ہو کر نہ گر جائیں اور ہم اپنے بیٹوں اور بیویوں کو بھول کر اس کی حمایت میں اپنی جانیں قربان نہ کر دیں۔ تمہارا برا ہو کوئی قوم ایسے سردار کو بھی چھوڑ سکتی ہے جو ذمہ داریوں کا محافظ ہے۔ نہ بدزبان ہے اور نہ دوسروں کے بل بوتے پر زندگی بسر کرنے والا۔ وہ ایسا روشن و تابناک چہرے والا ہے جس کے رخ انور کے وسیلے سے بادلوں سے بارش طلب کی جاتی ہے۔ وہ یتیموں کا مددگار اور بیواؤں کو بچانے والا ہے۔ بنی ہاشم کے مفلس لوگ اس کی پناہ میں آتے ہیں تو وہ ان کے ساتھ ہمدردی اور شفقت کرتا ہے اور ان کو اپنے انعامات سے نوازتا ہے"۔

حمزہؓ بن عبدالمطلب (ت ۳ ھ)

حضرت حمزہؓ بن عبدالمطلب حضورﷺ کے چچا تھے۔ عمر میں آپؐ سے صرف دو سال بڑے تھے۔ ان کی والدہ کا نام ھالہ بنت اھیب بن عبد مناف تھا۔ حضرت حمزہؓ کو شعر و شاعری سے بہت لگاؤ تھا۔ آپ بہت دلیر اور جنگجو تھے۔ نبوت کے چھٹے سال دائرہ اسلام میں داخل ہوئے اور غزوہ احد میں شہادت پائی۔ اسلام قبول کرنے کے بعد حضرت حمزہؓ نے ایک قصیدہ پڑھا۔ درج ذیل اشعار ملاحظہ ہوں:

حمدت الله حين هدى فوادى — الى الاسلام والدين الحنيف
للدين جآء من رب عزيز — خبير بالعباد بهم لطيف
واحمد فينا مصطفى مطاع — فلا تغشوه بالقول العنيف
فلا والله نسلمه لقوم — ولما نقض فيهم بالسيوف(۱۶)

ترجمہ: میں نے اللہ کا شکر ادا کیا جب اس نے میرے دل کو اسلام (جو دین ابراہیمی ہے) کی طرف ہدایت دی۔ اس دین کی طرف جو عظمت و عزت والے پروردگار کی طرف سے آیا ہے، جو بندوں کے تمام معاملات سے باخبر اور ان پر بڑا مہربان ہے۔ اور احمدﷺ ہم میں برگزیدہ ہیں، جن کی اطاعت کی جاتی ہے۔ لہذا تم ان کے سامنے نا ملائم لفظ بھی منہ سے مت نکالنا۔ خدا کی قسم! ہم ان کو اس قوم کے حوالے کبھی نہیں کریں گے، جن کے

بارے میں ہم نے ابھی تلواروں سے کوئی فیصلہ نہیں کیا ہے۔

صرمہؓ بن ابی انس (ت تقریباً ۵ھ)

ابو قیس صرمہؓ بن ابی انس الانصاری الخزرجی زمانہ جاہلیت میں رہبانیت پسند تھے۔ انہوں نے اپنے گھر کو مسجد بنا لیا تھا تاکہ ان کے پاس کوئی ناپاک عورت یا مرد (مشرک) نہ جائے۔ وہ موٹے کپڑے پہنتے تھے، بتوں سے نفرت کرتے تھے اور کہتے تھے کہ رب ابراہیم کی پرستش کرتا ہوں۔ وہ عظمت الٰہی کے بارے میں اچھے اچھے شعر کہتے تھے اور حق گوئی میں معروف تھے۔ جب رسول اللہ ﷺ مدینہ تشریف لائے تو انہوں نے اسلام قبول کیا اور ایک قصیدہ کہا(۱۷)۔ چند اشعار ملاحظہ ہوں:

ثوی فی قریش بضع عشرة حجة — یذکر لو یلقی صدیقا مواتیا

ویعرض فی اهل المواسم نفسه — فلم یر من یووی ولم یر داعیا

فلما اتانا اظهر الله دینه — فاصبح مسرورا بطیبة راضیا

والقی صدیقا واطمانت به النوی — وکان له عونا من الله بادیا(۱۸)

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ دس سال سے کچھ زائد وقت تک قریش میں اس امید پر نصیحت فرماتے رہے کہ شاید کوئی موافق دوست مل جائے۔ اس لئے آپ حج اور میلوں کے موقع پر جمع ہونے والوں کے سامنے اپنی ذات کو پیش کرتے رہے، لیکن کوئی شخص ایسا نہ ملا جو آپؐ کو اپنی پناہ میں لے لے اور نہ ہی کوئی ایسا شخص نظر آیا جو (دین الٰہی کی طرف) لوگوں کو بلانے والا ہوتا۔ پھر جب آپؐ ہمارے پاس تشریف لائے تو اللہ تعالیٰ نے اپنے دین کو غلبہ عنایت فرمایا اور آپ طیبہ (مدینہ منورہ) سے خوش اور راضی ہوگئے اور آپؐ نے ایسا دوست پا لیا جس میں آپؐ کی غریب الوطنی کو اطمینان حاصل ہوا۔ آپؐ کے لئے اللہ کی مدد بالکل ظاہر تھی۔

اعشیٰ بن قیس (ت ۷ھ)

ابوبصیر میمون بن قیس بن جندل قبیلہ بکر بن وائل کی شاخ قیس بن ثعلبہ سے تعلق رکھتا تھا۔ ضعف بصارت کے باعث اعشیٰ کے لقب سے معروف تھا۔ اس کا شمار دورِ جاہلیت کے اوّلین عرب شعراء میں ہوتا ہے۔ اس دور کی منتخب شاعری کے سلسلے میں ''سبعہ معلقات'' کو بہت شہرت حاصل ہے۔ اعشیٰ کا قصیدہ بھی ان قصائد میں شمار ہوتا ہے۔

اعشیٰ نے طویل عمر پائی(۱۹)۔ اسے آنحضور ﷺ کی بعثت کا زمانہ بھی دیکھنے کا موقع ملا۔ چنانچہ

روایت ہے کہ اس نے آنحضورﷺ کی مدح میں ایک قصیدہ کہا اور آپ کو سنانے اور اسلام قبول کرنے کی غرض سے مدینہ کی طرف روانہ ہوا۔ راستے میں ابوسفیان مل گیا، جس نے اسے سو اونٹ دے کر واپس جانے پر راضی کر لیا، کیونکہ اسے اندیشہ ہوا کہ ایک ایسے قادر الکلام شاعر کے اسلام لے آنے سے مسلمانوں کو تقویت ملے گی۔ واپس جاتے ہوئے وہ یمامہ کے قریب گر کر ہلاک ہو گیا۔

اس نے دربار نبویؐ میں پیش کرنے کے لئے جو قصیدہ کہا، اس کے چند اشعار ملاحظہ ہوں:

نبی یری مالا ترون و ذکرہ — اغار لعمری فی البلاد و انجدا
له صدقات ما تغب و نائل — فلیس عطاء الیوم مانعه غدا
اجدک لم تسمع و صاة محمد — نبی الاله حیث اوصی و اشهدا
اذا انت لم ترحل بزاد من التقی — و لاقیت بعدالموت من قد تزودا
ندمت علی ان لا تکون کمثله — فترصد للامر الذی کان ارصدا[۲۰]

ترجمہ: نبیؐ وہ چیز دیکھتا ہے جو تم نہیں دیکھ سکتے اور میری زندگی کی قسم! آپؐ کی شہرت نے تمام شہروں پر غلبہ حاصل کر لیا ہے اور آپؐ کامیاب ہوئے ہیں۔ آپؐ کے صدقات اور تحائف بلاناغہ جاری رہتے ہیں۔ آج کا عطیہ انہیں کل کے روز دینے سے مانع نہیں۔ کیا تیری کوشش ہے کہ تو اللہ کے نبی محمدﷺ کی وصیت کو نہ سنے جب وہ وصیت کرے۔ جب تو تقویٰ کا توشہ لے کر سفر نہیں کرے گا اور موت کے بعد تیری توشہ والے سے ملاقات ہوگی تو تجھے پشیمان ہونا پڑے گا کہ تو اس جیسا نہیں ہے۔

عبداللہؓ بن رواحہ (ت ۸ھ)

حضرت عبداللہؓ بن رواحہ معروف صحابی ہیں اور شعراء عرب میں خاص مقام رکھتے ہیں۔ آپؓ مدینہ منورہ کے ان چند خوش نصیب اصحاب میں شامل تھے جنہوں نے عقبہ کے مقام پر حضورﷺ کے دستِ مبارک پر بیعت کا اعزاز حاصل کیا[۲۱]۔ آپؓ کفار کے مقابلے میں ہر معرکے میں شریک ہوئے، جن میں بدر، احد، خندق، حدیبیہ اور خیبر وغیرہ شامل ہیں[۲۲]۔ جنگ موتہ (۸ھ) میں حضرت زید بن حارث اور حضرت جعفرؓ بن ابی طالب کے بعد حضرت عبداللہؓ بن رواحہ اسلامی لشکر کے سپہ سالار بنے اور اس جنگ میں جامِ شہادت نوش کیا۔

شاعری میں حضرت عبداللہؓ بن رواحہ کو قدرت کلام حاصل تھی اور انہوں نے اپنی شاعرانہ صلاحیتوں کو اسلام کے لئے وقف کر دیا۔ ان کے نعتیہ اشعار آنحضورﷺ کے ساتھ ان کے خلوص اور

پُرجوش عقیدت کا اظہار کرتے ہیں۔ نمونہ کلام یہ ہے:

انی تفرست فیک الخیر اعرفه | والله یعلم ان ما خانني البصر
انت النبی ومن یحرم شفاعته | یوم الحساب فقد ازری به القدر
فثبت الله ما آتاک من حسن | تثبیت موسیٰ و نصرا کالذی نصروا[۲۳]

ترجمہ: میں نے آپؐ کو بخوبی جان لیا ہے کہ آپؐ میں وہ تمام خوبیاں موجود ہیں جن کا مجھے علم ہے اور اللہ جانتا ہے کہ میری آنکھ نے کوئی غلطی نہیں کی۔ آپؐ وہ نبی ہیں کہ قیامت کے روز اگر کوئی آپؐ کی شفاعت سے محروم رہا تو اس کی تقدیر نے اس کو تباہ کر دیا۔ اللہ تعالیٰ آپؐ کو ان خوبیوں کے ساتھ ثابت قدم رکھے جو اس نے آپؐ کو عطا فرمائی ہیں جیسے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو ثابت قدم رکھا۔ اور اللہ آپؐ کی اسی طرح مدد کرے جس طرح اس نے (فرعون کے مقابلے میں) موسیٰؑ کی مدد کی تھی۔

حضرت عبداللہؓ بن رواحہ کے قصائد اور اشعار مشہور ہیں، خصوصاً وہ رجزیہ اشعار جو آپؓ نے اس وقت پڑھے جب عمرة القضاء میں رسول کریم ﷺ کی سواری کے آگے آگے تشریف لے جا رہے تھے۔ ابن ہشام نے ان اشعار کو نقل کیا ہے۔ ابتدائی اشعار یہ ہیں:

خلوا بنی الکفار عن سبیله | خلوا فکل الخیر فی رسوله
یا رب انی مومن بقیله | اعرف حق الله فی قبوله[۲۴]

ترجمہ: اے بنو کفار! نبی پاکؐ کا راستہ چھوڑ دو، کیوں کہ ہر قسم کی بھلائی اللہ کے رسولؐ میں موجود ہے۔ اے اللہ! میں محمدؐ کے ہر قول پر ایمان لانے والا ہوں اور اس کے قبول کرنے میں جو اللہ کا حق ہے، میں بہتر جانتا ہوں۔

یہ اشعار ملاحظہ ہوں:

روحی الفدا لمن اخلاقه شهدت | بانه خیر مولود من البشر
عمت فضائله کل العباد کما | عم البریة ضوء الشمس والقمر
لولم تکن فیه آیات مبینة | کانت بدیهته تنبیک بالخیر[۲۵]

ترجمہ: اس ذات پاکؐ پر میری روح قربان ہو جائے، جس کے اخلاق اس بات پر شاہد ہیں کہ وہ انسانوں میں سب سے بہتر فرد ہیں۔ ان کے فضائل تمام انسانوں کے لئے عام ہیں جیسا کہ سورج اور چاند کی روشنی ساری دنیا کے لئے عام ہے۔ اگر آپؐ کی ذات مبارک

میں دیگر واضح نشانیاں نہ بھی ہوتیں تب بھی صرف آپؐ کا چہرہ مبارک ہی تم کو حقیقت کی خبر دے دیتا۔

عبداللہؓ بن زبعریٰ (ت۱۵ھ)

حضرت عبداللہؓ بن زبعریٰ اسلام لانے سے قبل کفار کی طرف سے آنحضورﷺ کی ہجو کیا کرتے تھے اور حضرت حسانؓ بن ثابت ان کا جواب دیا کرتے تھے۔ ایمان لانے کے بعد انہوں نے اپنے آپ کو دین کی خدمت اور آنحضورﷺ کی مدح سرائی کے لئے وقف کر دیا۔ قبول اسلام کے بعد انہوں نے جو قصیدہ پڑھا، اس کے چند اشعار یہ ہیں:

یا رسولا الملیک ان لسانی	راتق ما فتقت اذ انا بور
اذ اباری الشیطان فی سنن الغی	ومن مال میله مثبور
آمن اللحم والعظام لربی	ثم قلبی الشهید انت النذیر
اننی عنک زاجر ثم حیا	من لوی وکلهم مغرور(۲۶)

ترجمہ: اے مالک الملک کے بھیجے ہوئے رسول! یقیناً میری زبان سنجیدہ اور محتاط رہی ہے۔ میں نے اس وقت بھی معصیت کی بات نہیں کی جب میں گمراہی میں ہلاک ہو رہا تھا اور گمراہی کے راستے پر شیطان سے بھی آگے نکل رہا تھا۔ جو گمراہی کی طرف مائل ہوتا ہے، وہ ہلاک ہو جاتا ہے۔ اب تو گوشت و پوست تک میرے پروردگار عالم پر ایمان لے آئے ہیں۔ پھر یہ کہ میں نے آپؐ کے لئے وہاں (قبیلہ) لوئی سے نسبت رکھنے والوں کو جھڑک دیا کیونکہ وہ سب کے سب فریب خوردہ ہیں۔

ابن زبعریٰ کے درج ذیل اشعار ملاحظہ ہوں:

ولقد شهدت بان دینک صادق	حق وانک فی العباد جسیم
والله یشهد ان احمد مصطفی	مستقبل فی الصالحین کریم(۲۷)

ترجمہ: بے شک میں نے گواہی دی ہے کہ آپؐ کا دین سچا اور حق ہے اور آپؐ لوگوں میں بہت عظیم شخصیت کے مالک ہیں اور اللہ بھی اس بات کی گواہی دیتا ہے کہ احمد مصطفیٰ صالحین کے آگے رہنے والے اور کریم النفس انسان ہیں۔

فالیوم آمن بالنبی محمد — قلبی و مخطی ھذہ محروم
فاغفر فدی لک والدای کلاھما — زللی، فانک راحم مرحوم
وعلیک من علم الملیک علامة — نور اغر وخاتم مختوم(۲۸)

ترجمہ: پس آج میرا دل نبی محمدﷺ پر ایمان لے آیا ہے اوراس معاملے میں جو خطا کا مرتکب ہوا وہ حرماں نصیب ہے۔ پس آپؐ پر میرے ماں باپ دونوں قربان ہوں، آپؐ میری لغزش معاف فرما دیں۔ اس لئے کہ آپؐ رحم کرنے والے ہیں اور اللہ کا رحم آپؐ پر ہوا ہے اور آپؐ میں اللہ تعالیٰ کے علم کی نشانی ہے۔ آپؐ سراپا نور ہیں۔ آپ کے ذریعے سے نبوت و رسالت پر مہر لگ گئی ہے اور یہ مہر اللہ کی لگائی ہوئی ہے۔

عباس بن مرداس (ت تقریباً۱۸ھ)

حضرت عباسؓ بن مرداس بنی سلیم کے ایک معروف شاعر تھے۔ یہ قبیلہ فتح مکہ سے قبل دائرہ اسلام میں داخل ہوگیا تھا۔ عباسؓ بن مرداس نے فتح مکہ اور بعد کے غزوات میں کئی فخریہ قصائد کہے، جن میں کچھ شعر مدحیہ بھی ہیں۔ ان کے اشعار میں توحید کی اس تعلیم کی روح جھلکتی ہے جس کی دعوت نبی کریمؐ نے دی ہے۔ نمونہ کلام یہ ہے:

یا خاتم النباء انک مرسل — بالحق کل ھدی السبیل ھداکا
ان الالہ بنی علیک محبة — فی خلقه و محمدًا سماکا(۲۹)

ترجمہ: اے خاتم نبوت! آپؐ بے شک رسول برحق ہیں۔ صحیح راستے کی ہر ہدایت آپؐ ہی کی ہدایت ہے بے شک اللہ تعالیٰ نے آپؐ کا نام (صحیح معنی میں) محمدﷺ رکھا ہے (جو ہر طرح قابل تعریف ہے)۔

دو شعر ملاحظہ ہوں:

ولکن دین اللہ دین محمد — رضینا به فیه الھدی والشرائع
اقام به بعدالضلالة امرنا — ولیس لامر حمه اللہ دافع(۳۰)

ترجمہ: لیکن اللہ کا دین محمد کا دین ہے۔ اس پر ہم راضی ہیں۔ اس میں ہدایت بھی ہے اور قوانین بھی۔ اس دین کے ذریعے پیغمبرؐ نے ہمارے معاملات درست کر دیئے اور جس امر

کا اللہ نے فیصلہ کر دیا، اس کو روکنے والا کوئی نہیں۔

ابوسفیانؓ بن الحارث (ت۲۰ھ)

ابو سفیان بن حارث بن عبدالمطلب حضورﷺ کے چچازاد بھائی تھے۔ ان کا نام مغیرہ تھا۔ یہ حضرت معاویہؓ کے والد ابوسفیانؓ بن الحرب سے الگ شخصیت ہیں۔ اسلام لانے سے پہلے ابوسفیانؓ بن حارث نبیؐ اور مسلمانوں کی مخالفت میں پیش پیش تھے۔ فتح مکہ سے قبل مسلمان ہوئے۔ ''روایت ہے کہ اسلام لانے کے بعد وہ اپنے ماضی پر اس قدر شرمندہ تھے کہ حضورﷺ کی موجودگی میں آنکھیں اُوپر نہیں اٹھاتے تھے''(۳۱)۔ حضرت ابوسفیانؓ بن حارث نے اسلام لانے کے بعد آنحضورؐ کی مدح میں ایک قصیدہ پڑھا۔ چند اشعار ملاحظہ ہوں:

لعمرک انی یوم احمل رایة	لتغلب خیل اللالت خیل محمد
لکا المظلم الحیران اظلم لیله	فھذا اوانی حین اھدی فاھتدی
ھدانی ھاد غیر نفسی و دلنی	علی الله ما طردته کل مطرد
اصدو انای جاھدًا من محمد	وادعی وان لم انتسب من محمد(۳۲)

ترجمہ: تیری بقاء کی قسم! جب میں علم اٹھائے ہوئے لات کے لشکر کی قیادت کر رہا تھا کہ وہ محمدؐ کے لشکر پر غالب آجائے۔ میں اس وقت (جہالت کی) تاریکی میں پڑا ہوا حیران شخص تھا، جس کی رات تاریک ہو، لیکن اب وقت آ گیا ہے کہ مجھے ہدایت مل رہی ہے اور میں ہدایت پا رہا ہوں۔ ہدایت دینے والے (محمدؐ) نے مجھے ہدایت دی ہے۔ وہ ہادی جو میری ذات کے علاوہ ہے اور آپؐ نے مجھے اللہ کا وہ راستہ دکھایا جس سے میں ہر طرح سے گریز کرتا تھا۔ اب میں پوری کوشش سے آپؐ کی مدافعت کرتا ہوں اور مجھے محمدﷺ سے منسوب کیا جاتا ہے، اگرچہ میں ان سے نسبت کا دعویٰ نہیں کرتا۔

حضرت ابو سفیانؓ بن حارث نے آنحضورﷺ کے وصال پر جو مرثیہ کہا، اس کے چند اشعار ملاحظہ ہوں:

ارقت فبات لیلی لا یزول	ولیل اخی المصیبة فیه طول
واسعدنی فی البکاء و ذاک فیما	اصیب المسلمون به قلیل
فلم نر مثله فی الناس حیاء	ولیس له من الموتی عدیل
افاطم ان جزعت فذاک عذر	وان لم تجزعی فھو سبیل

فقبر ابیک سید کل قبر　　　وفیہ سید الناس رسول[۳۳]

ترجمہ: میری نیند اچٹ ہوگئی۔ میری رات ختم ہونے میں نہیں آتی۔ مصیبت زدہ کی رات طویل ہوتی ہے۔ گریہ سے مجھے سکون ملا، مگر مسلمانوں پر جو مصیبت پڑی ہے اس کے لحاظ سے یہ گریہ بہت معمولی ہے۔ ہم نے کسی زندہ کو ان جیسا نہیں پایا اور نہ وفات پانے والوں میں ان کا کوئی ثانی ہے۔ فاطمہ! اگر آپ ماتم کرتی ہیں تو آپ مجبور ہیں اور اگر آپ ماتم نہ کریں تو یہ سب سے بہتر ہے۔ آپؐ کے والد کی قبر تمام قبروں کی سردار ہے، جس کے اندر تمام انسانوں کے سردار رسول اللہ ﷺ آرام فرما رہے ہیں۔

سراقہ بن مالک بن جعشم (ت ۲۵ھ)

یہ وہی سراقہ بن مالک ہیں جو ہجرت مدینہ کے موقع پر آنحضور ﷺ کی تلاش میں نکلے تھے، لیکن جب آپؐ تک رسائی ہوگئی تو ان کا گھوڑا زمین میں دھنس گیا۔ چنانچہ سراقہؓ اپنے ارادے سے تائب ہوئے اور نبیؐ سے امان پا کر واپس ہوئے۔ ابو جہل کو علم ہوا تو اس نے سراقہؓ کو خالی ہاتھ آنے پر ملامت کی۔ سراقہؓ شاعر تھے۔ انہوں نے اس موقع پر ابوجہل کو اشعار میں جواب دیا اور کہا:

ابا حکم واللہ لو کنت شاھدا　　　لامر جوادی اذ تسوخ قوائمہ
علمت ولم تشکک بان محمدا　　　رسول ببرھان فمن ذا یقاومہ
علیک بکف القوم عنہ فانني　　　اری امرہ یوما ستبدو معالمہ
بامر یود الناس فیہ باسرھم　　　بان جمیع الناس طرا یسالمہ[۳۴]

ترجمہ: خدا کی قسم! اے ابوالحکم، کاش تم میرے گھوڑے کو دیکھتے جب اس کے پاؤں زمین میں دھنس رہے تھے تو تمہیں معلوم ہوتا اور شک نہ رہتا کہ محمد واقعی دلائل کے لحاظ سے رسول ہیں اور ان کا کوئی مدمقابل نہیں۔ تم قوم کو ان کا پیچھا کرنے سے روکو۔ میں دیکھ رہا ہوں کہ ایک دن ان کی حکومت قائم ہو جائے گی اور تمام لوگ ان سے سلامتی طلب کرتے ہوں گے۔

کعبؓ بن زہیر (ت ۲۶ ھ)

حضرت کعبؓ بن زہیر دورِ جاہلیت کے نامور شاعر زہیر بن ابی سلمٰی کے فرزند ارجمند تھے۔ عہدِ نبویؐ کی نعت گوئی کے سلسلے میں حضرت کعبؓ بن زہیر کا ایک قصیدہ بہت مشہور ہے۔ اس قصیدے کو ''بانت سعاد'' یا قصیدہ لامیہ کہتے ہیں۔ قصیدہ ''بانت سعاد'' کا پس منظر کچھ اس طرح ہے کہ کعب

بن زہیر قبل از اسلام حضورؐ اور صحابہ کرامؓ کے خلاف شعر کہتے تھے۔ ان کی بدگوئی کے باعث حضورؐ نے انہیں قتل کرنے کا حکم فرمایا(۳۵)۔ حضرت کعبؓ بن زہیر کو جب معلوم ہوا تو وہ روپوش ہوگئے۔ حضور ﷺ طائف سے واپس ہوئے تو کعب کے بھائی بُجیر(۳۶) نے انہیں لکھا کہ جن لوگوں نے توبہ کی ہے، حضور ﷺ نے انہیں معاف کر دیا ہے۔ لہذا تم بھی اپنی معافی طلب کرو ورنہ اپنے بچاؤ کا انتظام کرو۔ چنانچہ کعبؓ فتح مکہ کے بعد ۸ھ میں بھیس بدل کر رحمۃ للعالمین کی خدمت میں حاضر ہوئے اور آپؐ کے قریب بیٹھ کر اپنا ہاتھ آپؐ کے ہاتھ مبارک پر رکھ دیا اور عرض کیا ''یا رسول اللہ! اگر کعب بن زہیر توبہ کر کے مسلمان ہونے کے لئے آپؐ کے پاس آئے تو کیا آپؐ اسے معاف کر دیں گے۔ آپؐ نے فرمایا! ہاں۔ میں اس کی معافی قبول کر لوں گا۔ کعبؓ نے عرض کیا: یا رسول اللہ! وہ خطاکار اور گناہ گار میں ہی ہوں۔ آج میں اپنی غلطی پر ندامت کا اظہار کرتے ہوئے عفو چاہتا ہوں''۔ نبی کریم ﷺ نے اسے معافی عطا فرمائی۔ حضرت کعبؓ نے قبول اسلام کے بعد اس مجلس میں حضور ﷺ کی شان میں ایک نعتیہ قصیدہ پڑھا۔ آپؐ یہ قصیدہ سماعت فرما کر بہت خوش ہوئے اور حضرت کعبؓ کو اپنی چادر مبارک عطا فرما کر ان کی حوصلہ افزائی فرمائی۔ عربی میں چادر کو ''بردۃ'' کہا جاتا ہے۔ اس نسبت سے اسی قصیدے کو ''قصیدہ بردہ'' بھی کہا جاتا ہے(۳۷)۔ یہ قصیدہ اٹھاون (۵۸) اشعار پر مشتمل ہے۔ پہلا شعر یہ ہے:

بانت سعاد فقلبی الیوم متبول　　　متیم اثر ھا لم یفد مکبول(۳۸)

ترجمہ: سعاد داغ مفارقت دے گئی اور آج میرا دل اس کے فراق میں اتنا نڈھال اور پابہ زنجیر ہے کہ اس سے رہائی ناممکن ہے۔

اس قصیدہ کی ابتداء غزل سے ہوتی ہے جسے تشبیب کہتے ہیں۔ اس حصہ میں سعاد نامی فرضی محبوبہ کے فراق میں ۲۰ شعر کہے گئے ہیں۔ اس کے بعد اصل مطلب شروع ہوتا ہے اور حضرت کعبؓ اپنی غلطی پر ندامت اور معذرت کا اظہار کرتے ہیں۔ اس قصیدے میں نعت کے جو اشعار خاص طور پر قابل ذکر ہیں وہ ملاحظہ ہوں:

نبت ان رسول اللہ اوعدنی　　　والعفو عند رسول اللہ مأمول

ان الرسول لنور یستضاء بہ　　　مھند من سیوف اللہ مسلول(۳۹)

ترجمہ: مجھے خبردار کیا گیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے جان کی دھمکی دی ہے اور مجھے اللہ کے رسولؐ سے معافی کی توقع ہے۔ بے شک رسول اللہ ﷺ تو ایسا نور ہیں جس سے روشنی

حاصل کی جاتی ہے اور آپ اللہ کی تلواروں میں سے ایک کھینچی ہوئی ھندی تلوار ہیں۔

عباسؓ بن عبدالمطلب (ت ۳۲ ھ)

حضرت عباسؓ بن عبدالمطلب ابوالفضل، آنخضورؐ کے چچا تھے۔ وہ تجارت کرتے تھے اور اپنے سوتیلے بھائی حضرت ابوطالب سے زیادہ خوشحال تھے۔ آپ بڑے قدرآور، بارعب، صائب الرائے، عقلمند اور حسین و جمیل آدمی تھے۔ حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ سے دو برس پہلے پیدا ہوئے[۴۰]۔

جاہلیت اور اسلام کے زمانے میں حضرت عباسؓ کا شمار اکابرین قریش میں ہوتا ہے۔ آپ بنو ہاشم کے بے کسوں، محتاجوں اور غریبوں کے لئے روٹی، کپڑا اور دیگر ضروریات کا خاص خیال رکھتے تھے۔ بعض روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ انہوں نے ہمیشہ رسول اللہ ﷺ کی حمایت کی۔ ایک روایت یہ ہے کہ انہوں نے عقبہ کے اجتماع میں حضور ﷺ کی حمایت کی تھی[۴۱]۔ غزوہ بدر میں قریش کی طرف سے لڑے اور قید ہوگئے، لیکن بعد میں رہا کر دیئے گئے۔

حضرت ابوعمرؓ سے روایت ہے کہ حضرت عباسؓ نے فتح خیبر سے پہلے اسلام قبول کر لیا تھا، لیکن انہوں نے اپنی قوم کی مخالفت کے خوف سے اسے پوشیدہ رکھا۔ پھر فتح مکہ کے روز اعلانیہ اسلام قبول کیا۔ آنحضرت ﷺ نے فرطِ مسرت سے ان کی پذیرائی فرمائی اور سقایہ کا موروثی منصب انہی کے پاس رہنے دیا۔ آپؓ بعد از قبول اسلام حنین، طائف اور تبوک کے غزوات میں شریک ہوئے۔ ایک روایت کے مطابق انہوں نے غزوہ بدر سے قبل اسلام قبول کیا[۴۲]۔ آپؓ کے صاحبزادے حضرت عبداللہؓ مشہور صحابی، محدث اور مفسر تھے۔ آنخضورؐ کی مدح میں حضرت عباسؓ کے درج ذیل اشعار معروف ہیں:

من قبلها طبت فی الظلال وفی	مستودع حیث یخصف الورق
ثم هبطت البلاد لا بشر أنت	ولا مضغة ولا علق
بل نطفة ترکب السفین وقد	الجم نسرا وأهله الغرق
تنقل من صلب الی رحم	اذا مضی عالم بدا طبق
حتی احتوی بیتک المهیمن من	خندف علیاء تحتها النطق
وانت لما ولدت اشرقت الارض	وضاءَ ت بنورک الافق
فنحن فی ذلک الضیاء وفی النور	وسبل الرشاد نخترق[۴۳]

ترجمہ: قبل ازیں آپؐ (جنت کے) سایوں میں لطف اٹھاتے رہے۔ ایسے مقام میں جہاں پتے

جوڑ کر لباس بنایا گیا تھا۔ پھر جب آپؐ روئے زمین پر تشریف لائے، نہ آپؐ انسان بنے تھے نہ گوشت پوست اور نہ جما ہوا خون، بلکہ وہ آب صافی جو کشتی میں سوار ہوا اور آپؐ نے نسر اور اس کے پرستاروں کو غرق کر دیا۔ آپؐ پشت سے رحم میں منتقل ہوتے رہے۔ جب ایک زمانہ گزر جاتا تو دوسرا قرن نمودار ہو جاتا تاآنکہ آپؐ نے خندف کے عالی مقام اور نگہبان خاندان کو محفوظ کر دیا، اور وہ خاندان نطق و گویائی سے آراستہ ہے۔ آپؐ کی ولادت کے وقت زمین روشن ہوگئی اور آپؐ کی روشنی سے آفاق منور ہوگئے۔ ہم اس روشنی اور نور میں رشد و ہدایت کے راستوں پر چلنے لگے۔

علیؓ بن ابی طالب (ت ۴۰ ھ)

حضرت علیؓ بن ابی طالب آنحضورﷺ کے چچازاد بھائی اور آپؐ کے داماد تھے۔ وہ فصیح و بلیغ خطابت کے علاوہ عمدہ شعری ذوق رکھتے تھے۔ ان کا کلام دیوانِ علیؓ کے نام سے معروف ہے۔ انہوں نے آنحضورؐ کا مرثیہ لکھا۔ دو اشعار ملاحظہ ہوں:

کنت السواد لناظری — فبکی علیک الناظر
من شاء بعدک فلیمت — فعلیک کنت احاظر(۴۴)

ترجمہ: آپؐ میری آنکھوں کی سیاہی تھے۔ پس آپؐ پر آنکھیں روئیں۔ آپؐ کے بعد جو چاہے مرے مجھے تو صرف آپؐ ہی کی موت کا خوف تھا۔

ہجرت مدینہ آنحضورﷺ کی حیاتِ طیبہ کا اہم واقعہ ہے۔ حضرت علیؓ نے اس واقعہ کو منظوم صورت میں پیش کیا ہے:

وقیت بنفسی خیر من وطی الحصیٰ — ومن طاف بالبیت العتیق والحجر
رسول الله الخلق اذا مکروا به — فنجاه ذوالطول الکریم من المکر
وبت اراعیهم متی ینشروننی — وقد وطنت نفسی علی القتل والاسر
وبات رسول الله فی الغار امنا — موقی وفی حفظ الاله وفی ستر
اقاما ثلاثا ثم زمت قلائص — قلائص یفرین الحصی اینما یفری
اردت به نصر الاله تبتلا — واضمرته حتی اوسد فی قبری(۴۵)

ترجمہ: میں نے اس ذاتِ گرامی کو بچانے کی تدبیر کی جو کنکریوں اور پتھروں پر چلنے والوں اور کعبے کا طواف کرنے والوں میں سب سے بہتر ہے۔ خدا کے پیغمبرؐ کے ساتھ جب دشمنوں

نے مکر کیا تو خدائے توانا و بزرگ نے آپؐ کو اس مکر سے بچا لیا۔ میں نے رات اس انتظار میں گزاری کہ دشمن کب مجھے آپؐ کے بستر سے اٹھاتے ہیں اور میں حقیقت میں اس موقع پر قتل اور قید ہونے کے لئے تیار تھا۔ رسولؐ خدا نے امن اور حفاظت کے ساتھ نماز میں رات گزاری اور خدا کی حفاظت میں دشمنوں کی نگاہوں سے پوشیدہ رہے۔ آپؐ تین روز تک اس غار میں ٹھہرے رہے، پھر اُونٹ تیار کیے گئے اور وہ اُونٹ جہاں سے بھی گزرتے، کنکریوں کو روندتے چلے جاتے تھے۔ اس عمل میں عاجزی کے ساتھ اللہ کی مدد میرے مدِنظر تھی۔ اب بھی میرے دل میں یہی جذبہ ہے اور مرنے کے بعد قبر میں جانے تک میری یہی خواہش رہے گی۔

لبیدؓ بن ربیعہ (ت ۴۱ ھ)

لبیدؓ بن ربیعہ ابوعقیل، بنو عامر قبیلہ سے تعلق رکھتے تھے۔ آپؓ زمانہ جاہلیت کے ایک فصیح و بلیغ شاعر تھے۔ آپؓ کے قصیدوں کی عربوں کے نزدیک بڑی قدر و منزلت تھی۔ ھجاء، مرثیہ اور قصیدہ تینوں اصناف میں انہیں یکساں حیثیت حاصل تھی۔ ان کا ایک قصیدہ ''سبعہ معلقات'' میں بھی شامل ہے۔ عام روایت ہے کہ جب انہیں قبولیت اسلام کا شرف حاصل ہوا تو انہوں نے شعر و شاعری کو چھوڑ دیا، لیکن بروکلمان کی تحقیق سے یہ بات ثابت ہے کہ لبیدؓ نے قبول اسلام کے بعد بھی کچھ شعر کہے ہیں[۴۵ا] ان کے زمانہ جاہلیت کے ایک شعر کی مدح میں آنحضورﷺ نے فرمایا کہ سب سے اچھی بات جو کسی شاعر نے کہی، وہ لبیدؓ کا یہ قول ہے:

الا کل شئی ماخلا اللہ باطل[۴۵ ب]

خبردار اللہ کے سوا ہر چیز باطل ہے۔

ایک دفعہ قبیلہ مضر قحط سالی کی شدت میں مبتلا ہوگیا تو وفد قیس دعا کے لئے آنحضورﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اس وفد میں لبیدؓ بن ربیعہ بھی شامل تھے۔ انہوں نے نبیﷺ کے دربار میں یہ اشعار کہے:

أتیناک یا خیر البریة کلها — لترحمنا مما لقینا من الازل
اتیناک والعذراء تدمی لبانها — وقد ذهلت أم الصبی عن الطفل
فان تدع بالسقیا وبالعفو ترسل السماء — لنا ولامر یبقی علی الاصل
والقی لکنیته الشجاع استکانة — من الجوع صمتا بالمرء ولانحل[۴۵ج]

ترجمہ: اے تمام مخلوق سے بہتر انسان! ہم آپؐ کے پاس حاضر ہوئے ہیں تاکہ آپؐ ہم پر رحمت کریں۔ اس تنگدستی میں جو ہمیں ازل سے پیش آئی ہے۔ ہم آپؐ کے پاس حاضر ہوئے ہیں، کیونکہ (قحط سالی کی وجہ سے) کنواریوں سے دودھ کی بجائے خون بہہ نکلا ہے اور مائیں اپنے بچوں (کی تکلیف کی وجہ) سے پاگل ہو رہی ہیں۔ اگر آپؐ بارش اور مغفرت کی دعا فرمائیں تو آسمان سے ہم پر بارش برسے اور ہمارے معاملات معمول پر آجائیں۔ اس قحط کی وجہ سے ہمارے بہادروں پر بھی کمزوری آن پڑی ہے اور ہمارے مرد بھوک کی وجہ سے لاغر اور خاموش ہو گئے ہیں۔

کعبؓ بن مالک (ت ۵۰ ھ)

حضرت کعبؓ بن مالک مدینہ کے نامور شعراء میں شمار ہوتے ہیں۔ بیعت عقبہ ثانیہ میں جو انصار مدینہ شامل تھے ان میں حضرت کعبؓ بن مالک بھی ہیں۔ انہوں نے مسلمانوں کے دفاع میں ہر غزوہ کے موقع پر دشمنوں کے ہجویہ قصائد کا جواب دیا۔ ایسے ہی قصائد میں بعض مدحیہ اشعار بھی آ جاتے ہیں، مثلاً غزوہ احد کے موقع پر انہوں نے ایک قصیدہ کہا۔ چند شعر یہ ہیں:

فینا الرسول شهاب ثم نتبعه — نور مضى له فضل على الشهب
الحق منطقه والعدل سيرته — فمن يجبه اليه ينج من تبب
نجد المقدم ماضى الهم معتزم — حين القلوب على رجف من الرعب
نمضى و يذمرنا عن غير معصية — كانه البدر لم يطبع على الكذب(۴۶)

ترجمہ: ہم میں رسولؐ ایک ستارہ کی مانند ہیں اور ہم اس کے تابع وہ روشنی ہیں جنہیں دوسرے ستاروں پر فضیلت حاصل ہے۔ آپؐ کی بات حق ہے اور آپؐ کی سیرت عدل ہے۔ جس نے آپؐ کی پیروی کی وہ ہلاکت سے نجات پا گیا۔ ہم نے آپؐ کو اس وقت جرأت مند، اوالوالعزم اور ارادے کا پکا پایا جب دلوں پر خوف سے لرزا طاری ہوتا ہے۔ ہم آگے بڑھتے ہیں اور وہ ہمیں ترغیب دیتے رہتے ہیں، گویا وہ چاند ہیں۔ جھوٹ سے ان کی طبیعت ناآشنا ہے۔

حسانؓ بن ثابت الانصاری (ت ۵۴ ھ)

عہد نبویؐ کی نعتیہ شاعری میں حضرت حسانؓ بن ثابت الانصاری کا نام نہایت ممتاز بلکہ منفرد

ہے۔ وہ مدینہ منورہ کے مشہور قبیلے بنو خزرج کے فرد تھے۔ انہوں نے ۱۲۰ برس عمر پائی (۴۷)۔

حضرت حسانؓ بن ثابت کو شاعر رسولؐ کے نام سے یاد کیا جاتا ہے۔ آپؓ پہلے شاعر ہیں جنہوں نے اسلام اور بانی اسلام ﷺ کا دفاع اپنی نعتیہ شاعری کے ذریعے کیا۔ کفار مکہ جب آنحضور ﷺ کی ذاتِ گرامی اور صحابہ کرامؓ کے بارے میں ہجو بیان کرتے تو حضرت حسانؓ ہی ان کی بدزبانی کا جواب نعتیہ اشعار کی صورت میں دیتے اور رسولؐ ان اشعار کو پسند فرماتے۔ روایت ہے کہ حضرت حسانؓ بن ثابت کے اشعار سننے کے لئے مسجد نبویؐ میں منبر کا انتظام کیا جاتا تھا اور حضرت حسانؓ اس پر بیٹھ کر اشعار سناتے تھے (۴۸)۔ آنحضور ﷺ نے ایک موقع پر حضرت حسانؓ کے اشعار سن کر ان کے لئے ان الفاظ میں دعا فرمائی: "اللھم ایدہ بروح القدس" (۴۹) (اے اللہ! جبریلؑ کے ذریعے سے حسانؓ کی مدد فرما)۔

حضرت حسانؓ بن ثابت کا دیوان موجود ہے اور آج تک مختلف عرب ممالک کے علاوہ برصغیر پاک و ہند میں متعدد بار چھپ چکا ہے۔ اس دیوان میں حضورؐ کی تعریف و توصیف کے علاوہ اسلام اور اہل اسلام کی تائید و حمایت میں بہت کچھ کہا گیا ہے۔ حضرت حسانؓ کے نعتیہ کلام کا ہر شعر عقیدت و محبت اور خیر و برکت کے جذبات سے لبریز ہے۔ ان کے کلام کی ایک جھلک ملاحظہ ہو:

واحسن منک لم تر قط عینی   واجمل منک لم تلدالنساء
خلقت مبرأ من کل عیب   کانک قد خلقت کما تشاء (۵۰)

ترجمہ: اور آپؐ سے خوبصورت کسی آنکھ نے دیکھا ہی نہیں بلکہ آپؐ جیسا حسین و جمیل تو کسی ماں نے جنا ہی نہیں۔ آپؐ ہر عیب سے پاک پیدا کیے گئے ہیں۔ گویا کہ آپؐ کی تخلیق آپؐ کی مرضی کے مطابق ہوئی ہے۔

دیوانِ حسان سے مدح رسولؐ کے درج ذیل اشعار ملاحظہ ہوں:

واللہ انا لا نفارق ما جدا   عف الخلیقة ماجد الاجداد
متکرما یدعو الی رب العلی   بذل النصیحة رافع الاعماد
مثل الھلال مبارکا ذا رحمة   سمع الخلیقة طیب الاعواد (۵۱)

ترجمہ: خدا کی قسم! ہم اس صاحب عزت سے جدا نہ ہوں گے جو پاکیزہ اخلاق والا اور بزرگ آباؤ و اجداد والا ہے۔ شریفانہ اخلاق رکھتا ہے۔ خدائے برتر کی طرف بلاتا ہے۔ خیر خواہی کرتا ہے اور اس کا درجہ بلند ہے۔ چاند کی طرح ہے، برکت والا ہے اور مہربان ہے۔

اس کے اخلاق نرم اور اس کی خوشبو پاکیزہ ہے۔

قطن بن حارثہ العلیمی (ت)

قطن بن حارثہ بنو علیم کے مشہور شاعر تھے۔ اپنے قبیلے کے ہمراہ آنحضورﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور اسلام قبول کیا۔ مشرف بہ اسلام ہونے کے بعد انہوں نے آپﷺ کی مدح میں یہ اشعار کہے:

رایتک یا خیر البریة کلها　　نبت نضاراً فی الأرومة من کعب
اغر کأن البدر سنة وجهه　　اذا ما بدا للناس فی حلل العصب
اقمت سبیل الحق بعد اعوجاجه　　ورشت الیتامی فی السغابة والجدب(۵۲)

ترجمہ: اے مخلوق میں سب سے بہتر انسان! میں نے دیکھا ہے کہ آپ کعب بنی لوئی کی نسل میں نہایت حسین و جمیل پیدا ہوئے ہیں۔ جب آپؐ بہترین لباس اور عمامے کے ساتھ لوگوں کے سامنے آتے ہیں تو آپؐ کا چہرہ اس طرح روشن نظر آتا ہے جیسے چودہویں رات کا چاند چمک رہا ہو۔ آپؐ نے حق کی راہ کو ٹیڑھے پن کے بعد سیدھا کر دیا اور آپؐ خشک سالی اور بدحالی کے دنوں میں یتیموں پر بارش برساتے ہیں۔

یہاں ان عرب شعراء کا ذکر کیا گیا ہے جن کے قصائد، نعتیہ اشعار اور رجز مشہور ہیں۔ ویسے رسول اللہﷺ کے صحابہؓ میں سے کوئی بھی ایسا نہیں جس نے آپؐ کی شان میں شعر نہ کہا ہو، یہاں تک کہ خلفائے راشدین اور دیگر مختلف صحابہ و صحابیات رضوان اللہ علیہم اجمعین کے وہ تعزیتی اشعار جو انہوں نے حضور پاکﷺ کے وصال پر ملال پر کہے، مختلف کتابوں میں موجود ہیں۔

عربی کے اس ابتدائی سرمایہ نعت کے مطالعے سے ہمیں آنحضورﷺ کی حیات پاک اور اس دور کے عرب معاشرے کے بارے میں معلومات ملتی ہیں۔ اس میں آپؐ کی سیرت طیبہ کی ستائش و ثنا، جمال ظاہری، امانت و دیانت، شجاعت و بسالت، اخوت و محبت، رحمت و شفاعت، جود و سخا، فضل و عطاء، ایثار و احسان، حلم و بردباری، عفو و درگزر، شرافت، صداقت، عدالت جیسے اعلیٰ اوصاف اور اخلاق حمیدہ کا بیان، آپؐ کے خاندان، آباؤ اجداد کی اور اصحاب و آل کی مدح، دوسرے پیغمبروں کے مقابلے میں آپﷺ کی فضیلت کا بیان اور اس کے ساتھ ساتھ عقائد اسلام، تحریک اسلام، قرآن کریم، تبلیغ کے لئے آپؐ کی مساعی جمیلہ اور آپؐ کے غزوات اور معجزات کا تذکرہ ملتا ہے۔ آنحضورﷺ کے ہم عصر شعراء نے ان موضوعات کو تمام تر جزئیات کے ساتھ ایک قرینے اور سلیقے

سے منظوم کیا ہے اور مدح و توصیف کے ساتھ ساتھ اسلام اور سیرت رسول کے لامحدود پہلوؤں کو نعتیہ اشعار میں اجاگر کیا ہے۔

یہ وہ شعراء تھے جنہوں نے حضورﷺ کی خدمت میں خراج عقیدت اشعار کی شکل میں پیش کیا۔ ان کے کلام کی مشترک خصوصیت یہ ہے کہ وہ تصنع اور بناوٹ سے بالکل پاک ہے اور اس میں سچائی اور سادگی خوب پائی جاتی ہے۔ ان شعراء نے اپنے روبرو حضرت محمدﷺ کی سراپا زندگی کو دیکھا اور آپؐ کے سامنے عقیدت مندانہ جذبات اور احساسات کا اظہار بغیر کسی مبالغے کے کیا۔ انہوں نے آپؐ کی ذاتِ اقدس کی جو منہ بولتی تصویر کھینچی ہے، دنیا میں کہیں اس کی مثال نہیں ملتی۔

حواشی

۱۔ درج ذیل عربی لغات میں مادہ ''نعت'' ملاحظہ ہو۔ تاج العروس، لسان العرب، المنجد، القاموس العصری، مصباح اللغات۔

۲۔ ابن الاثیر، عزالدین ابوالحسن علی بن محمد، النہایۃ فی غریب الحدیث والاثر، تحقیق محمود محمد الطناحی، ۷۹/۵، موسسۃ اسماعیلیان للطباعۃ والنشرو والتوزیع، قم۔ ایران، بدوں تاریخ۔

۳۔ الدارمی، ابو محمد عبداللہ بن عبدالرحمٰن، سنن الدارمی، باب صفۃ النبیؐ فی الکتب قبل مبعثہ، ۶/۱، داراحیاء السنۃ النبویۃ، بدوں تاریخ۔

۴۔ درج ذیل لغات میں لفظ ''نعت'' دیکھئے: فارسی لغات: فرہنگ آموزگار، فرہنگ آنندراج، غیاث اللغات۔ اُردو لغات: فرہنگ عامرہ، لغات کشوری، لغات نظامی، نوراللغات۔

۵۔ یونس حسنی، ڈاکٹر، اختر شیرانی اور جدید اُردو ادب، ص ۲۵۲، انجمن ترقی اُردو پاکستان کراچی، اشاعت اوّل، ۱۹۷۶ء۔

۶۔ ممتاز حسن، خیر البشر کے حضور میں، ص ۱۵، ادارہ فروغ اُردو، لاہور، ۱۹۷۵ء۔

۷۔ ابن کثیر، عماد الدین ابوالفدا اسماعیل بن عمر، السیرۃ النبویۃ، تحقیق مصطفیٰ عبدالواحد، ۲۰۴/۱، داراحیاء التراث العربی، بیروت، لبنان، ۱۳۸۳ء۔

۸۔ ''الروض الانف'' میں یہ شعر اس طرح ہے:

حتی یکون بلغۃ الفتیان　　　　حتی أراہ بالغ البیان

(ملاحظہ ہو: الروض الانف لابی القاسم عبدالرحمٰن بن عبداللہ السہیلی، ۱۰۶/۱، المکتبۃ الفاروقیہ، ملتان، پاکستان، ۱۳۹۷ھ / ۱۹۷۷ء) اس شعر کا ترجمہ یہ ہے: ''یہاں تک کہ وہ نوجوانوں کا مددگار ہو جائے اور میں اس کو فصیح و بلیغ دیکھوں''۔

۹۔ ابن کثیر، السیرۃ النبویۃ، ۲۰۸/۱۔

۱۰۔ ابن سعد، ابو عبداللہ محمد، الطبقات الکبریٰ، ۱۱۱/۱، دار صادر بیروت، بدوں تاریخ۔

۱۱۔ ابن ہشام، ابو محمد عبدالملک، السیرۃ النبویۃ، تحقیق مصطفیٰ السقاء ابراہیم الابیاری، عبدالحفیظ شبلی، ۱۸۸/۱، مطبعۃ مصطفیٰ البابی الحلبی واولادہ بمصر، ۱۳۵۵ھ/۱۹۳۶ء۔

۱۲۔ ابن ہشام، السیرۃ النبویۃ، ۲۸۴/۱۔

۱۳۔ ایضاً، ۲۸۵/۱

۱۴۔ ایضاً

۱۵۔ ایضاً، ۲۹۴/۱، ۲۹۵۔

۱۶۔ السہیلی، الروض الانف، ۱۸۶/۱۔

۱۷۔ ابن ہشام، السیرۃ النبویۃ، ۱۵۶/۲۔

۱۸۔ ایضاً، ۱۵۸/۲۔

۱۹۔ الزرکلی، خیر الدین بن محمود، الاعلام، ۳۰۰/۸، مطبعۃ کوستا تسو ماس و شرکاہ، القاہرۃ، الطبعۃ الثانیۃ، ۱۳۷۸ھ۔

۲۰۔ ابن کثیر، السیرۃ النبویۃ، ۷۹/۲-۸۰۔

۲۱۔ ابن الاثیر، اسد الغابۃ فی معرفۃ الصحابۃ، ۱۵۷/۳، المکتبۃ الاسلامیۃ، طہران، بدوں تاریخ۔

۲۲۔ الزرکلی، الاعلام، ۲۱۷/۴۔

۲۳۔ ابن الاثیر، اسدالغابۃ، ۱۵۷/۳۔

۲۴۔ ابن ہشام، السیرۃ النبویۃ، ۱۳/۴۔

۲۵۔ ندوی، عبداللہ عباس ڈاکٹر، عربی میں نعتیہ کلام، ص ۸۹، میزان ادب، کراچی، طبع اوّل، پاکستان، ۱۹۷۸ء۔

۲۶۔ ابن ہشام، السیرۃ النبویۃ، ۶۱/۴۔

۲۷۔ ایضاً، ۶۲/۴۔

۲۸۔ ایضاً

۲۹۔ ایضاً، ۱۰۳/۴۔

۳۰۔ ایضاً، ۱۰۶/۴۔

۳۱۔ ابن حجر العسقلانی، شہاب الدین ابوالفضل احمد بن علی، الاصابۃ فی تمیز الصحابۃ و معہ الاستیعاب فی اسماء الاصحاب لابن عبدالبر، ۹۰/۴، مطبعۃ مصطفیٰ محمد، مصر، ۱۳۵۸ھ/۱۹۳۹ء۔

۳۲۔ ابن الاثیر، اسد الغابۃ، ۲۱۳/۵۔

۳۳۔ ایضاً، ۲۱۴/۵-۲۱۵۔

۳۴۔ السہیلی، الروض الانف، ۶/۲

۳۵۔ ابن حجر، الاصابۃ فی تمیز الصحابۃ، ۱۳۸/۱۔

۳۶۔ چھ ہجری کے آخر میں کعب اور بجیر دونوں نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہونے کے ارادے سے روانہ ہوئے۔ عزاف کے مقام پر پہنچ کر بجیر نے اپنے بھائی کعب سے کہا کہ تم یہیں ٹھہرو۔ میں مدینہ جا کر آنحضور ﷺ کے بارے میں معلومات حاصل کر کے تمہیں مطلع کروں گا۔ اچھی خبر پا کر تم بھی آ جانا۔ چنانچہ اس نے اپنا سفر جاری رکھا۔ مدینہ پہنچ کر آنحضرت ﷺ کی خدمت میں حاضری دی اور تعلیمات نبوی ﷺ سے متاثر ہو کر اسلام قبول کر لیا۔ اس نے اپنے بھائی کعب کو آنحضور ﷺ کی نبوت و رسالت کی حقانیت اور اپنے قبول اسلام کے سلسلے میں آگاہ کیا۔ کعب کو جب حالات کا علم ہوا تو اس نے نہ صرف اپنے بھائی کو زجر و ملامت کی بلکہ اسلام اور پیغمبر اسلام ﷺ کی شان میں توہین آمیز اشعار بھی کہے۔ (ملاحظہ ہو اسد الغابۃ لابن الاثیر، ۱/۱۶۴)۔

۳۷۔ ابو عبداللہ شرف الدین محمد البوصیریؒ (ت۶۹۶ھ) ساتویں صدی ہجری کے ممتاز شاعر اور صوفی بزرگ تھے۔ انہوں نے کعبؓ بن زہیر کے قصیدہ ''بانت سعادُ'' سے متاثر ہو کر برص کی بیماری کے دوران میں ایک قصیدہ لکھا جس کے بارے میں یہ روایت عام ہے کہ انہیں خواب میں حضور ﷺ کی زیارت نصیب ہوئی۔ آپ ﷺ نے ان کے مفلوج جسم پر اپنا دست شفقت پھیرا اور اپنی ردائے مبارک عطاء فرمائی۔ صبح کو علامہ بوصیری بیدار ہوئے تو ان کا جسم بالکل درست تھا اور وہ برص کی بیماری سے شفایاب ہو چکے تھے۔ بوصیری کے اس قصیدے کو بھی اس نسبت سے ''قصیدہ بردہ'' کہا جاتا ہے۔ حضرت کعبؓ بن زہیر اور امام بوصیریؒ کے ان دونوں قصیدوں میں نام کی مماثلت کے سلسلے میں امتیاز کرنے کے لئے پہلے قصیدے کو عام طور پر ''قصیدہ بانت سعادُ'' اور دوسرے قصیدے کو ''قصیدہ بردہ'' کہا جاتا ہے۔

۳۸۔ ابن ہشام، السیرۃ النبویۃ، ۴/۱۴۷۔

۳۹۔ ایضاً، ۴/۱۵۴، ۱۵۵۔

۴۰۔ ابن حجر، الاصابۃ فی تمیز الصحابۃ، ۲/۲۷، ایک روایت یہ بھی ہے کہ حضرت عباسؓ رسول کریم ﷺ سے عمر میں تین برس بڑے تھے۔ (ملاحظہ کیجئے۔ الطبقات الکبریٰ لابن سعد، ۴/۵)۔

۴۱۔ ابن سعد، الطبقات الکبریٰ، ۴/۹۔

۴۲۔ ابن عبدالبر، ابو عمر یوسف بن عبداللہ، الاستیعاب فی معرفۃ الاصحاب، تحقیق علی محمد البجاوی، ۲/۸۱۲، مطبعۃ نھضۃ مصر، القاہرۃ، بدوں تاریخ۔ یہ بھی کہا جاتا ہے کہ حضرت عباسؓ نے ہجرت سے قبل اسلام قبول کیا اور اسے اپنی قوم سے پوشیدہ رکھا۔ آپؓ مکہ میں مقیم رہ کر آنحضور ﷺ کو مشرکین کے حالات اور کارروائیوں سے باخبر کرتے رہے۔ پھر مدینہ ہجرت کی اور فتح مکہ اور غزوہ حنین میں شریک ہوئے۔ (ملاحظہ ہو: الاصابۃ فی تمیز الصحابۃ لابن حجر، ۲/۲۷۱)

۴۳۔ ابن کثیر، السیرۃ النبویۃ، ۱/۱۹۵، یہی اشعار حسان بن ثابت سے بھی منقول ہیں۔ بعض کا خیال ہے کہ یہ اشعار عباس بن مرداس السلمی کے ہیں، لیکن صحیح بات یہ ہے کہ یہ حضرت عباسؓ کے اشعار ہیں (السیرۃ النبویۃ لابن کثیر، ۱/۱۹۵)

۴۴۔ علیؓ بن ابی طالب، دیوان بدیع البیان مع اُردو ترجمہ از محمد عبدالحکیم، ص۸، مطبع نامی لکھنو، بار دوم، ۱۳۳۲ھ/ ۱۹۰۶ء۔

۴۵۔ ایضاً، ص ۸۹

۴۵(ا) کارل بروکلمان (Carl Brockelmann)، مقالہ: لبیدؓ بن ربیعہ، اردو دائرہ معارف اسلامیہ، ۸۳/۱۸، دانش گاہ پنجاب، لاہور، طبع اوّل، ۱۴۰۵ھ / ۱۹۸۵ء۔

۴۵(ب) مسلم بن الحجاج، الجامع الصحیح مع شرح الکامل للنووی، کتاب الشعر، ۲۴۰/۲ نور محمد، اصح المطابع و کارخانہ تجارت کتب، کراچی، الطبعۃ الثانیۃ، ۱۳۷۵ھ / ۱۹۵۶ء۔ شعر کا دوسرا مصرعہ اس طرح ہے: ''وکل نعیم لامحالۃ زائل'' یعنی بلا شک ہر نعمت زائل ہونے والی ہے۔ (مغازی عروہ بن زبیر، مترجمہ اردو از محمد سعید الرحمٰن علوی، ص ۱۱۱، ادارہ ثقافت اسلامیہ، لاہور، ۱۹۸۷ء)۔

۴۵(ج) ابن حجر، الاصابۃ فی تمیز الصحابۃ، ۳۲۷/۳۔

۴۶۔ ابن ہشام، السیرۃ النبویۃ، ۱۷۰/۳۔

۴۷۔ ابن سعد کا قول ہے کہ حضرت حسانؓ نے ساٹھ سال جاہلیت میں اور ساٹھ سال حالت اسلام میں گزارے (ملاحظہ ہو: الاصابۃ فی تمیز الصحابۃ لابن حجر، ۳۲۶/۱)

۴۸۔ ابن حجر، الاصابۃ فی تمیز الصحابۃ، ۳۲۶/۱۔

۴۹۔ البخاری، محمد بن اسماعیل، الجامع الصحیح، کتاب الادب، باب ھجاء المشرکین، ۹۰۲/۲، نور محمد، اصح المطابع و کارخانہ تجارت، کراچی، الطبعۃ الثانیۃ، ۱۳۸۱ھ / ۱۹۶۱ء۔

۵۰۔ البرقوقی، عبدالرحمٰن، شرح دیوان حسان بن ثابت الانصاری، ص ۱۰، المکتبۃ التجاریۃ الکبری بمصر، ۱۳۴۸ھ / ۱۹۲۹ء۔

۵۱۔ حسان بن ثابت، دیوان حسان بن ثابت، ص ۱۸، ناشر امجد اکیڈمی، لاہور، ۱۳۹۷ھ۔

۵۲۔ المرزبانی، ابو عبیداللہ محمد بن عمران، معجم الشعراء، تحقیق عبدالستار احمد فراج، ص ۲۱۰، داراحیاء الکتب العربیۃ، عیسی البابی الحلبی و شرکاہ، ۱۳۷۹ھ / ۱۹۶۰ء۔